بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام مسئلہ ہذا کے بارے میں

سوال نمبر:۱.....عندالاحناف ایک مشت کے بعد ڈاڑھی کٹوانا مستحب ہے، سنت ہے، واجب ہے یا مطلقاً جائز؟

عند الزید:

عندالاحناف ایک مشت کے بعد ڈاڑھی کٹوانا سنت ہے، جیسا کہ کتب احناف میں مذکور ہے، ملاحظہ ہو:

" القص سنة فيها، وهو أن يقبض الرجل لحيته ، فما زاد منها على قبضة قطعها، كذلك ذكر محمد في كتاب الآثار عن أبي حنيفة قال:" وبه نأخذ".

(منحة الخالق على البحر الرائق، كتاب الحج، باب الجنايات: ۱۹/۳ ، دار الكتب العلمية)

(وكذا في حاشية ابن عابدين، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، فرع: ۵۸۳/۹، دار عالم الكتب)

(وكذا في الفتاوىٰ الهندية، كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان، والخصاء، وقلم الأظفار، وقص الشارب.....إلخ: ۳۵۸/۵، مكتبة رشيدية)

عند العمرو:

ایک مشت سے زائد کٹوانا جائز تو ہے، لیکن اسے مستحب یا سنت کہنا درست نہیں۔ اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ سے صرف ڈاڑھی بڑھانا ہی ثابت ہے، کٹوانا نہیں، بلکہ آپ علیہ السلام کی ڈاڑھی تو بہت بڑی، گھنی اور سینے کو گھیرنے والی تھی، جیسا کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھی کی صفات کے بارے میں منقول ہے، جس کے لیے کتب سیرت واحادیثِ مبارکہ میں " كثة، كثيرة الشعر، ضخمة، حسنة، كانت لحيته ﷺ تملأ ما بين صدغيه حتىٰ تكاد تملأ نحره" وغیرہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ صرف ایک حدیث سے آپ ﷺ کا اپنی ڈاڑھی کے بال کٹوانا ثابت ہوتا ہے، جو کہ ترمذی میں موجود ہے لیکن ائمۃ الرجال نے اس حدیث کے بارے میں شدید ضعیف بلکہ بعض نے تو موضوع ہونے کا بھی حکم لگایا ہے، لہٰذا اس سے بھی استدلال ممکن نہیں۔

اور اگر ایک مشت سے زائد کٹوانے کو صحابی رسول ﷺ کے فعل کی وجہ سے مستحب کہا جائے تو ایسا درست نہیں ہے، اس لیے کہ اس سے جواز تو ثابت ہو جائے گا، لیکن استحباب کا قول نہیں لگ سکتا، ہاں اگر ان اصحابِ رسول ﷺ کے اقوال بھی اس بارے میں ہوتے تو بھی استحباب کا حکم ٹھیک تھا، لیکن اس بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا فعل تو منقول ہے، قول نہیں۔

نیز اگر استحباب یا سنت کا قول اختیار کیا بھی جائے تو پھر کیا نبی اکرم ﷺ کا فعل مستحب یا سنت کے خلاف تھا؟ العیاذ باللہ! ایسا تو ممکن ہی نہیں۔

اس لیے ایک مشت سے زائد کٹوانے کو جائز کہنا تو ٹھیک ہے، لیکن مستحب یا سنت کہنا ٹھیک نہیں۔

سوال نمبر:۲

زید اور عمرو میں سے مصیب کون ہے اور مخطی کون؟ نیز! احناف کے قول استحباب یا مسنون کی کیا دلیل ہے؟

بینوا بالبرهان ولتوجروا من الرحمن

المستفتی: محمد راشد ڈسکوی

0300-7798967

۲۸/۱/۳۶ھ

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اس سے کم کرنا، کٹانا، منڈانا حرام ہے، اور مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کے بارے میں فقہائے کرام کے اقوال مختلف ہیں، اور یہ اختلاف بھی افضل اور غیر افضل کا ہے، ان میں سے ایک قول مباح ہونے کا ہے یعنی ایک مشت سے زائد ڈاڑھی کاٹنا اور نہ کاٹنا حکم کے اعتبار سے دونوں جانب برابر ہیں، کاٹنا بھی جائز ہے اور نہ کاٹنا بھی جائز ہے اور دوسرا قول سنت (مستحب) ہونے کا ہے اور فقہائے کرام رحمہم اللہ کے اقوال سے دوسرے قول کی ترجیح معلوم ہوتی ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے ڈاڑھی کے بارے میں "اعفاء" کا حکم دیا ہے اور "اعفاء" کی تحدید بھی بعض روایات سے ثابت ہے کہ آپ مٹھی سے زائد بال کاٹتے تھے، ان روایات پر اگرچہ محدثین نے کلام کیا، لیکن بعد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آپ کی ہر ادا پر مر مٹنے والے تھے، آپ کی سنت کی پیروی کو حرز جان بنایا ہوا تھا، انہوں نے اپنے عمل سے اس کی تحدید کردی، غالب گمان یہی ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہوگا یا سنا ہوگا، تبھی انہوں نے مٹھی بھر سے زائد ڈاڑھی کاٹنے کو اختیار کیا، اس سلسلے میں اتنے صحابہ سے یہ عمل ثابت ہے کہ صحابہ کا تعامل معلوم ہوتا ہے اور صحابہ کے تعامل سے سنیت پر استدلال کرنا درست ہے، غالباً اسی وجہ سے بعض فقہاء احناف نے سنیت کا قول اختیار کیا ہے۔

اور احادیث مبارکہ میں آپ ﷺ کی ڈاڑھی کے بارے میں جو اوصاف مذکور ہیں ان سب کا حاصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھی خشخشی اور چھوٹی نہیں تھی، بلکہ گھنی اور بڑی تھی اور لمبائی میں اتنی تھی کہ پورے گلے کو گھیر رکھا تھا، باقی سینہ بھرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ آپ ایک مٹھی سے زائد کو نہیں کاٹتے تھے بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اتنی باقی رکھتے تھے جو گھنی اور مٹھی بھر ہونے کی وجہ سے سینہ کو بھر دیتی تھی۔

قال محمد في كتاب الآثار:

أخبرنا أبوحنيفةعن الهيثم عن ابن عمررضى الله عنهما أنه كان يقبض على لحيته ثم يقص ما تحت القبضة.قال محمد:وبه نأخذ،وهوقول أبي حنيفةرحمه الله تعالى.

(باب حف الشعرمن الوجه،ص:379،رقم الحديث (900)، الرحيم اكيدمي كراتشي)

وفي المصنف لابن أبي شيبة:

عن سماك بن يزيد قال:كان عليؓ يأخذ من لحيته مما يلي وجهه.

عن أبي زرعةقال:كان أبوهريرةؓ يقبض على لحيته،ثم يأخذ مافضل عن القبضة.

عن منصورقال:سمعت عطاءبن أبي رباح قال:كانوا يحبون أن يعفوا اللحية ،إلا في حج أو عمرة.

عن ابن أبي ليلى ،عن نافع عن ابن عمررضى الله عنهما:أنه كان يأخذما فوق القبضة.وقال وكيع:ماجازالقبضة.

دار الافتاء ۸۶/۶

(جاری ہے۔۔۔۔)

Scanned by CamScanner

قال جابرؓ:لاتأخذ من طولها إلا في حج أو عمرة.

عن ابراهيم قال:كانوايبطنون لحاهم،ويأخذون من عوارضها.

(كتاب الأدب ، ما قالوا في الأخذ من اللحية ، رقم (92 ،95 ،97 ،98، 25991، 26001)،المجلس العلمي)

فقدقال الطبري:ذهب قوم الى القبضة يؤخذ الزائد،ثم ساق بسنده إلى ابن عمر رضي الله عنهما أنه فعل ذلك، وإلى عمر رضي الله عنهما أنه فعل ذلك برجل،ومن طريق أبي هريرةؓ أنه فعله .

(فتح الباري ،كتاب اللباس ،:10/ 430 ،بيروت)

وفي مرقاة المفاتيح:

وفي النهايةشرح الهداية واللحية عندناطولهابقدر القبضة.....وماوراء ذلك يجب قطعه....وقوله: يجب بمعنى ينبغي،أو المراد به أنه سنة مؤكدة قريبة إلى الوجوب وإلا فلا يصح على إطلاقه ...وفي الإحياء قد اختلفوا فيما طال من اللحية فقيل:إن قبض الرجل على لحيته وأخذ ما تحت القبضة فلا بأس به.وقد فعله ابن عمر رضي الله عنهما وجماعة من التابعين واستحسنه الشعبي وابن سيرين، وكرهه الحسن....ولكن الظاهر هو القول الأول؛فإن الطول المفرط يشوه الخلقة ويطلق ألسنة المغتابين بالنسبة إليه فلا بأس للاحتراز عنه على هذه النية.

(كتاب اللباس ،باب الترجل ،رقم (4439) :8/ 285 ،بيروت)

وفي عمدة القاري:

روي عن عمر رضي الله عنهما أنه رأى رجلا قد ترك لحيته حتى كبرت فأخذ يجذبها ثم قال: ائتوني بحلمتين ثم أمر رجلاً فجز ماتحت يده ثم قال: اذهب فأصلح شعرك أوأفسده ،يترك أحدكم نفسه حتى كأنه سبع من السباع.

(كتاب اللباس،باب تقليم الأظفار،رقم الحديث(5892):22/ 72، دارالكتب العلمية بيروت)

قال ابن عابدين:

قوله:وصرح في النهاية الخ حيث قال:ماوراء ذلک يجب قطعه ، هكذا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم:أنه كان يأخذ من اللحية من طوله وعرضه(ترمذى ، كتاب الأدب،باب ماجاءفي الأخذمن اللحية، رقم(2762)، بيروت) ...قال في النهر: وسمعت من بعض أعزاء الموالي أن قول النهاية: "يحب" بالحاء المهملة،ولا بأس به اهـ.....وفي شرح الشيخ إسماعيل:لابأس بأن يقبض على لحيته، فإذا زادعلى قبضته شيءجزه كمافي المنية،وهوسنة كما في المبتغى.وفي المجتبى والينابيع وغيرهما: لابأس بأخذأطراف اللحية إذا طالت .... وأما الأخذمنهاوهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة، ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد اهـ ملخصا.

(كتاب الصوم ،مطلب: في الفرق بين قصد الجمال وقصد الزينة: 3/ 456،رشيدية)

Scanned by CamScanner

وفي الإختيار لتعليل المختار:

قال محمدعن أبي حنيفة : تركها حتى تكث وتكثر والتقصير فيها سنة، وهوأن يقبض الرجل لحيته فما زاد على قبضته قطعه؛ لأن اللحية زينة و كثرتها من كمال الزينة وطولها الفاحش خلاف للسنة.

(كتاب الكراهة،فصل في آداب ينبغي للمؤمن أن يحافظ عليها(4/ 178)دار الكتب العلمية بيروت)

وفي فيض القدير:

(كان كثير شعر اللحية) أي:غزيرها مستديرها....قال القرطبي: ولايفهم منه أنه كان طويلها لما صح أنه كان كث اللحية أي:كثير شعرها غير طويلة انتهى.

(فيض القدير ،رقم (6497):5/ 103،بيروت)

وفي حاشية السندي على النسائي :

كث اللحية : بفتح فتشديد مثلثة هو أن لا يكون اللحية دقيقة ولا طويلة.

(كتاب الزينة ،باب اتخاذ الجمة ،8/ 183،بيروت)

والله أعـــلم بالصواب

عبـــدالله بن غلام قادر

معهد عثمان بن عفان رضي الله عنه

الجواب صحيح

احسان الله شوكت عفا الله عنه

دار الافتاء معهد عثمان بن عفان رضي الله عنه

١٤٣٦/٤/١٣هـ

الجواب صحيح

نور البشر محمد نور الحق

١٤٣٦/٤/١٤هـ

الجواب صحيح

عمران حسن

١٤٣٦/٤/١٧هـ

دار الافتاء ٨٦/٦

Scanned by CamScanner